

جزیرہ عرب کو یہود و نصاریٰ سے پاک کر دو (حدیث نبوی۔ بخاری)

حریم شریفین کی مقبوضہ سرزمین پر فاصب امریکیوں کے خلاف اعلان جہاد

اسامہ بن لادن کی طرف سے

بردران اسلام خصوصاً فرزندان جزیرہ عرب کے نام

کھلا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له، واشهد ان محمداً عبده ورسوله.

يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله حق تقاته ولا تموتن الا وانتم مسلمون، يا ايها الناس اتقوا ربكم الذي خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبث منهما رجالاً كثيراً ونساءً واتقوا الله الذي تساءلون به والارحام ان الله كان عليكم رقيباً. يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله وقوالوا قولاً سديداً يصلح لكم اعمالكم ويغفر لكم ذنوبكم ومن يطع الله ورسوله فقد فاز فوزاً عظيماً

الحمد لله القائل ان اريد الاصلاح ما استطعت وما توفيقى الا بالله عليه توكلت واليه انيب (هود. ۸۸)

الحمد لله القائل! كنتم خیرامة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله (آل عمران. ۱۱۰)

والصلاة والسلام على عبده ورسوله القائل (ان الناس اذا راو الظالم فلم يآخذوا على يده اوشك ان يعمهم الله بعقاب منه) رواه ابو داؤد والترمذی والنسائی.

ترجمہ:- اگر لوگ ظالم کو ظلم کرتے دیکھ کر بھی اس کا ہاتھ نہ پکڑیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ سبھی کو عذاب میں مبتلا کر دے (حدیث نبوی)

الابعد:- آج یہود و نصاریٰ اور ان کے حواریوں کے گٹھ جوڑ کے سبب اہل اسلام پر جو ظلم و ستم کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں وہ کسی بھی مسلمان کی آنکھوں سے اوجھل نہیں۔ آج دنیا بھر میں سب سے ارزاں خون مسلمان کا ہے۔ دنیا میں سب سے آسان کام اسی قوم کی عزت و آبرو اور جان و مال کو لوٹنا ہے۔ اس خون کے جھینے مکھیں فلسطین میں اڑ رہے ہیں تو مکھیں لبنان میں۔ ان کے خون سے بولی کھینے کے لئے کبھی برا کو منتخب کیا جاتا ہے تو کبھی تاجکستان کو اور کبھی کشمیر، فلپائن، اوگاڈین، صومالیہ، آسام، اریٹریا، جیپنیا، اور

بوسنیا کو۔ یہ روح فرسا مناظر سب کے سب آج کی مہذب دنیا کے پردہ سکرین پر پیش کئے جا رہے ہیں۔ ان کو نتنا اور بے دست و پا کر کے مارنے کے لئے جگہ جگہ کہیں امریکہ اور اس کے حواریوں کی سازشیں ہیں تو کہیں اقوام متحدہ کے قانون و آداب۔ اب اس بات میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ "یہودی صلیبی گٹھ جوڑ" کا اصل نشانہ اہل اسلام ہی ہیں۔ خون مسلم میں لتھڑے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ حقوق انسانی کا درس دیئے والوں کی حقیقت اب ظلت ازباں ہو چکی ہے ذرا سوچئے کیا اب بھی دھوکہ کھانے کی گنجائش باقی ہے۔

صہیون و صلیب نے امت مسلمہ پر اب جو آخری دھاوا بولا ہے وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے لے کر اب تک اپنی نوعیت کا سب سے بڑا سانحہ ہے اور وہ یہ کہ سرزمین حرمین شریفین پر قبضہ کر کے دن دیہارے امت مسلمہ کی غیرت کو لٹکا را گیا ہے یہ سرزمین جو چودہ سو سال سے اسلام کا گڑھ چلی آرہی ہے اور جہاں وحی کا بارکت نزول ہوتا رہا ہے جہاں ان کا دل ان کا قبلہ واقع ہے آج اس "دل" میں صلیب کا خنجر گھونپ دیا گیا ہے اور امریکہ اور اس کے حلیف لشکر قح کے پھریرے لہراتے ہوئے وندندانے پھر رہے ہیں۔

برادران اسلام:- اس جدید عالمی فتنے کے مہیب سائے میں اور دنیا بھر میں اٹھنے والی اسلامی بیداری کے پس منظر میں ایک طویل خاموشی کے بعد دوبارہ آپ سے مخاطب ہو رہا ہوں۔ یہ وہی زبان بندی ہے جس کی بیونٹ آج کے بے شمار علماء اور داعیان اسلام چڑھائے جا رہے ہیں۔ یہ قہر و جبر کا وہی سلسلہ ہے جو اسلام کے نام لیواؤں پر اس امریکی قیادت سے ظالمانہ صلیبی یلغار کی شکل میں دراز کیا جا رہا ہے۔ تاکہ امت مسلمہ کو دشمنان اسلام سے خبردار نہ کیا جاسکے۔ جبر کی یہ ریت بھی نئی نہیں اور اسلام کی تاریخ میں ابن تیمیہ اور غریب عبد السلام ایسے درخشندہ ابواب کی بھی کمی نہیں۔ چنانچہ آج بھی اگر علماء اور داعیان حق کو جیلوں کی کال کوٹھڑیوں میں ٹھونس کر صلیبی یہودی عزائم پورے کئے جا رہے ہیں تو یہ تعجب کی بات نہیں۔ کہیں عبد اللہ عزام کو قتل کیا جا رہا ہے تو کہیں قبلہ اول کی سرزمین میں احمد یاسین کو پابہ زنجیر کیا جا رہا ہے کبھی سعودیہ میں شیخ سلمان العودہ اور سفر الہوائی جیسے بے شمار علماء حق کو پابند سلاسل کیا جاتا ہے۔ اس ظلم کا ہاتھ ہم پر بھی گا ہے بگا ہے بڑھتا رہا اور پاکستان، سوڈان اور افغانستان میں در بدر کر کے ہماری آواز دبانے کا سامان کیا جا رہا ہے۔ جس کی بناء پر اس خاموشی کا سلسلہ دراز ہوتا بھلا گیا۔ مگر اب اللہ کے فضل سے سرزمین خراسان میں ہندو کش کی چوٹیوں پر ایک جاتے پسات میسر آگئی ہے۔ وہی ہندو کش جہاں اللہ کے فضل سے دنیا کی سب سے بڑی عسکری قوت ریزہ ریزہ بنونی تھی اور مجاہدین کی فلک شکاف تکبیروں کی گونج میں ایک سپر پاور کا گھمنڈ خاک میں ملا تھا۔ آج انہیں چوٹیوں سے امت مسلمہ پر صلیب و یہود کی متحدہ قوتوں کے ظلم کے خلاف ہم اپنی جدوجہد کا آغاز کر رہے ہیں خصوصاً جبکہ اس ظلم کا پنجہ استبداد قبلہ اول پر ہی نہیں قبلہ دوم (خانہ کعبہ) تک دراز ہو چکا ہے اس جدوجہد میں ہم اللہ کی مدد سے پرامید ہیں اور اسی کی مدد ہمارا اصل سہارا ہے۔

ہماری دعوت ہے کہ عالم اسلام اور خصوصاً سرزمین حرمین شریفین میں ہمیں جو مصائب درپیش ہیں

ان سے چھٹا حاصل کرنے کے لئے صبح راستہ تلاش کیا جائے ایک ظالم سے مظلوم کو حق لے کر دیا جائے یہ آفت جو کہ مسلمانوں کے دین و دنیا ہر دو پر پڑی ہے، ہر طبقہ اس سے متاثر ہوا ہے، نہ عام لوگ اس سے محفوظ رہے ہیں نہ فوج اور سکیورٹی کے لوگ، نہ ملازم پیشہ نہ تاجر حضرات، نہ بچوں کو جائے پناہ ملی نہ ہی بوڑھوں کو، ظالم نظام کے اس وار سے طلباء بچے نہ طالبات۔ اس امت کا سب سے بڑا طبقہ اب وہ بے روزگار نوجوان بنتے جا رہے ہیں جو اعلیٰ تعلیمی ڈگریوں کے حامل ہیں اور ان کی تعداد اب لاکھوں سے تجاوز کرنے لگی ہے۔

صنعتی طبقے پر بھی وہ سختیں ٹوٹ رہی ہیں جو زرعی طبقے پر پڑی ہیں نہ شہر ان وباؤں سے محفوظ رہ سکے اور نہ ہی دیہاتی بستیاں۔ کوئی شخص کسی ایک معاملے میں مطمئن نظر نہیں آتا۔ سرزمینِ حرمین میں تو یہ صورت حال ایسے آتش فشاں کی شکل دھار چکی ہے۔ جو اب کسی بھی وقت پھٹ سکتا ہے اس کا لالہ معاشرے کے کفر و فساد پر پڑنے کے لئے بے چین ہے۔ ریاض اور الخبر کے دھماکے تو اس زور دار سیلاب کی خبردار کن آواز ہیں۔ اس کے پیچھے تو وہ بلاخیز طوفانِ کروٹیں لے رہا ہے جو حبس اور گھنٹن کی انتہا کو پہنچنے کے سبب اٹھ جایا کرتا ہے۔

ستم یہ ہے کہ آج معاش کا مسئلہ ہی لوگوں کا اصل مسئلہ بنا دیا گیا ہے۔ سب کے سب شکوے معاشی ابتری، مہنگائی، قرضوں کی بھرمار اور جیلوں کے بھرے جانے کے بارے میں ہو رہے ہیں۔ کم آمدنی والے ملازم پیشہ لوگ قرضوں کے بوجھ تلے دبتے چلے جانے اور ریال کی روز بروز گرتی قیمت کا رونا روتے ہیں تو بڑے تاجر اور سرمایہ دار حکومت سے کروڑوں اور اربوں کے قرضے موصول نہ ہونے کی شکایت کرتے ہیں۔ اس وقت حکومت پر صرف اندرونی قرضے تیس کھرب چالیس ارب ریال سے تجاوز کر چکے ہیں جو کہ سود پڑنے کی وجہ سے روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں، بیرونی قرضوں کا تو کوئی حد و حساب ہی نہیں۔ لوگ پوچھ رہے ہیں کہ کیا واقعی ہمارا ملک تیل کا سب سے بڑا برآمدی ملک ہے؟ حالانکہ یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ دراصل اللہ کا عذاب ہے جو کہ ظالمانہ نظام اور اس کی گھناؤنی حرکات پر چپ سادھ رکھنے کی وجہ سے ان پر پڑا ہے۔ یہ خاموشی جو ملک کے نظام و قانون میں اللہ کی شریعت سے رجوع کو خیر باد کہنے پر اپنائی گئی۔ مسلمانوں کے شرعی حقوق غصب کئے جاتے رہے، حرمین کی سرزمین پاک امریکی فوجی بوٹوں کی دھمک سے لرزتی رہی، انبیاء کی وراثت کا علم تھانے والے سچے اور باعمل علما کو سلاخوں کے پیچھے قید کیا جاتا رہا، مگر قوم کی یہ خاموشی جاری رہی۔

ان مصائب کا اندازہ ایک طویل عرصہ قبل معاشرے کے اہل خیر طبقوں کو ہو چکا تھا۔ علماء، داعیانِ حق، اچھے تاجر حضرات، ماہرینِ اقتصاد اور اہم شخصیات سب اس سے خبردار تھے۔ ہر طبقے نے اس کا فوری تدارک کرنے کے لئے اپنی سی کوشش بھی کی۔ اب تو کسی کو بھی اس بات سے اختلاف نہیں کہ ملک بہت تیزی سے ایک ناقابلِ اندازہ تباہی کی طرف چلا جا رہا ہے۔ ایک ماہر معاشیات کے بقول "بادشاہ ملک کو

بیسویں آفتوں کی طرف گھبر کر لے جا رہا ہے "حتیٰ کہ بہت سے شہزادے قوم کے اس دکھ میں شریک ہیں اور نجی مفول میں ملک کی موجودہ صورت حال پر کھل کر تنقید کرتے ہیں۔ وہ حکمران شہزادے جو اقتدار کی دور میں شریک ہیں وہ ملک کو تباہی کے دھانے پر لے آچکے ہیں۔ ان تمام لوگوں کی رائے میں ملک میں رائج نظام اپنی شرعی اور قانونی وقعت ایک عرصہ دراز سے کھو چکا ہے جس کے دو بڑے اسباب یہ ہیں:

(۱) اس نظام نے شریعت اسلامی کے احکام معطل کر رکھے ہیں اور اس کی جگہ انسان ساختہ قانون لاگو کئے جا رہے ہیں، پھر اس کے ساتھ ہی ساتھ زبانوں پر تالے لگائے جا رہے ہیں اور خاص اس مسئلہ پر علماء حق اور صلح نوجوانوں کے خلاف خونریز جنگ روا رکھی جا رہی ہے۔

(۲) یہ نظام حرمین کی سرزمین کی حفاظت میں اپنی ناکامی ثابت کر چکا ہے۔ ساہا سال سے ملکی دفاع امریکی صلیبی فوجوں کے سپرد ہے، پھر یہ مصیبت کئی اور مصائب کا سبب بنی، خصوصاً اقتصادی بحران کا، کیونکہ امریکی فوجوں کے سفید باغی کو پالنا آسان کام نہیں، پھر وہ پٹرول کی پیداوار اور زرخوں کی بابت بھی اپنی صلیبی پالیسیاں ٹھونسے ہیں، جس کا تمام تر فائدہ ان کی معیشت کو ہو رہا ہے اور ہم روز بروز دیوالیہ ہوتے چلے جا رہے ہیں، مزید برآں وہ اپنی مرضی کا اسلحہ اپنے فوجیوں کے استعمال کے لئے اپنی من پسند قیمت پر ہماری حکومت کو فروخت کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ اب لوگ پوچھنے لگے ہیں کہ جب سب کچھ انہیں کو کرنا ہے تو پھر ہماری حکومت کس مرض کی دوا ہے؟

چنانچہ ہر طبقے نے اس صورتحال کو سدھارنے کے لئے اپنی سی کوشش کی۔ ہر طریقے اور ہر انداز سے، خواہ وہ تحریر و تقریر ہو یا ادب و صحافت اور شعر و نثر، انفرادی ہو یا اجتماعی، نجی یا عوامی، نصیحت کا درخس پورا کیا جاتا رہا۔ ایک کے بعد ایک عرض داشت بھیجی جاتی رہی، مراسلوں کی کوئی کمی نہ چھوڑی گئی اور کوئی طریقہ پس انداز نہ کیا گیا جس سے صورتحال کی اصلاح ہو سکتی تھی۔ ہر ایسی شخصیت کو شامل تحریک کیا گیا جو حکمرانوں پر اثر انداز ہو سکتی تھی۔ ان تمام عرضداشتوں اور مراسلوں میں اصلاح کے پیش نظر انتہائی نرم انداز، دھیما پن اور حکمت و موعظہ حسنہ کا طریق اپنایا گیا شاید کہ ان کمفراٹ اور پہاڑ جیسے گھناؤنے جرائم سے توبہ کر لی جائے جو دین کے محکمت اور شہریوں کے شرعی حقوق کو روندتے چلے جا رہے ہیں۔

مگر بد قسمتی سے حکومت سے اس کا جواب صرف بٹ دھرمی اور روگردانی، بلکہ ٹھٹھہ اور استہزاک کی صورت میں ملا۔ یہی نہیں کہ اصلاح کے ان داعیوں پر پاگل پن اور جنون کے فتوے لگے بلکہ نوبت ہا بنجا رسید کہ پچھلے گناہوں کو کاہرانہ سمجھ کر اور بھی بڑے اور نئے گناہوں کی ضرورت محسوس کی گئی اور حرمین کی سرزمین کو اس تمام تر فساد سے بھرا جانے لگا۔ سو ہر تدبیر کر لینے کے بعد خاموشی کا کوئی جواز رہا نہ چشم پوشی کا۔

چنانچہ جب صورتحال اس خطرناک حد تک پہنچی اور تجاوزات کا سلسلہ کبار سے بڑھ کر کفریات اور واضح ترین نواقض اسلام تک جا پہنچا تو بعض علماء اور داعی کہ جن کی قوت برداشت فساد اور ظلم و گمراہی کے اس

طوفان کے سامنے جواب دینے لگی، اٹھ کھڑے ہوئے جس کے ساتھ ہی ملک کے طول و عرض میں برائی کے اٹکار کی آواز سنائی دینے لگی اور اصلاح اور تلافی مافات کی دعوت عام دی جانے لگی۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس آواز کے ساتھ سینکڑوں علماء، دانشور اور اہم تجارت و ملازمت پیشہ شخصیات کی آوازیں شامل ہوتی چلی گئیں۔ چنانچہ شاہ فہد کو نئے سرے سے عرضداشتیں اور مراسلے روانہ کئے جانے لگے جن میں توبہ اور اصلاح کی دعوت دی گئی۔ چنانچہ ۱۴۱۱ھ (۱۹۹۰) میں خلیجی جنگ کے دوران شاہ فہد کو ملکی صورتحال کی اصلاح اور ظلم و جبر کے خاتمے کے لئے ایک عرضداشت بھیجی گئی تھی جس پر ایسی چار سواہم شخصیات کے دستخط ثبت تھے۔ مگر اس نے اس نصیحت کو نظر انداز کیا، اور ناصحین کا مذاق اڑایا یوں صورتحال بد سے بد تر ہوتی چلی گئی۔

اس پر ان خیر خواہ افراد نے تذکیر اور نصیحت کی مہم اور بھی تیز کی اور مراسلوں اور عرضداشتوں کا نیا سلسلہ شروع کیا گیا۔ اس سلسلے کی محرم ۱۴۱۳ھ (۱۹۹۲) والی یادداشت بطور خاص قابل ذکر ہے۔ جس میں تشخص مرض بھی تھی اور علاج مرض بھی اور ان ہر دو امور میں شرعی اصولوں کا بھی خیال رکھا گیا تھا اور مناسب علی انداز بھی اپنایا گیا تھا۔ ملکی نظام کے ہر رخنہ کی نشاندہی کی گئی اور ہر بڑے انحراف کو واضح کیا گیا تھا۔ اس ظلم و تعدی کی وضاحت کی گئی جو معاشرے کی اصلاح کرنے والے علماء، داعیوں، سرداران قبائل، تاجروں، پروفیسروں اور اہم نامور شخصیات کا راستہ روکنے کے لئے روارکھا جا رہا ہے۔ ان غیر اسلامی اور کافرانہ قوانین کا ذکر کیا گیا جن میں الہی شریعت کی بجائے انسان ساختہ طلال و حرام کے پیمانے اور ضابطے ملک کے طول و عرض میں نافذ العمل ہیں۔ ملحدانہ میڈیا اور ذرائع ابلاغ کی تباہ کاریوں کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی، جو شخصیات کو بت بنارہے ہیں، حقائق کو مسخ کر رہے ہیں، اہل دین کی کردار کشی اور باطل کو فروغ دے رہے ہیں، لوگوں کے ذہنوں کو لادینیت کے زہر سے آلودہ کر رہے ہیں اور یوں مسلمانوں میں الحاد، سیکولرزم، دین سے انحراف اور فحاشی و بے حیائی کو فروغ دینے کے لئے دشمنان اسلام کا سب سے بڑا ہتھیار بن چکے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرماں ہے۔

ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشة فی الذین آمنوا لهم عذاب الیم فی الدنیا والاخرة،
واللہ یعلم وانتم لاتعلمون (النور، آیت ۱۹)

”و لوگ جو یہ چاہتے ہیں کہ اہل ایمان میں فحاشی اور بے حیائی پھیلے ان کے لئے دنیا میں بھی عذاب الیم ہے اور آخرت میں بھی، اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے“ (سورۃ النور آیت ۱۹)

مسلمانوں کے ان شرعی حقوق کا بھی ذکر کیا گیا جو اس ملک میں غصب کئے جا رہے ہیں۔ ملک کے انتظامی مسائل اور فساد کے اسباب کی بھی نشاندہی کی گئی۔ عرضداشت میں ملک کی مالی اور اقتصادی صورتحال اور سودی قرضوں کے سبب اس کے خوفناک نتائج سے پھر خبردار کیا گیا جو کہ ملک کو دیوالیہ کرنے والے ہیں۔ اسراف و تبذیر کی بھیانک صورتحال پر بھی متنبہ کیا گیا جو امت اسلامیہ کی دولت و ثروت کو گھٹیا مقاصد اور شخصی خواہشات کی بھینٹ چڑھانے سے پیدا ہوتی ہے۔ جبکہ ٹیکسوں، بھتوں اور معصولوں کی صورت میں

عوام کا خون نہ پوڑا جا رہا ہے۔ حالانکہ ٹیکس لینا اتنا بڑا جرم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کے بارے میں، جس سے زنا ہوا تھا اور پھر اس نے حد کے لئے خود کو پیش کر کے توبہ کی تھی، فرمایا:-

لقد ثابت توبة لوتابها صاحب مكس لغفرله

"کہ اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ٹیکس لگانے والا ایسی توبہ کر لے تو اس کی بھی مغفرت ہو جائے" (حدیث نبوی از مسند احمد) چنانچہ ٹیکس اور محصول اللہ کے رسول کے نزدیک اتنا بڑا جرم ہے جبکہ کتنے ہی "علماء" مشہور پر کھڑے ہو کر ان حکمرانوں کے حق میں دعائیں کرتے ہیں جو ٹیکس اور ہتھ لیٹے ہیں اور سود کا صرف گناہ ہی نہیں کرتے بلکہ اس کو قانون بھی بناتے ہیں، جو کہ کفر ہے۔

عرضداشت میں بنیادی خدمت کے مسائل کی طرف بھی توجہ دلائی گئی تھی جو کہ اب عرضداشت کے بعد کمپنیں سبکیں ترسندہ بن گیا ہے، خصوصاً پانی کا مسئلہ جو کہ زندگی کی ایک بنیادی ضرورت ہے۔

فوج کا مسئلہ بھی سامنے لایا گیا تھا، جس کی وقعت کا اندازہ خلیج کی جنگ نے سب کو کرادیا تھا کہ یہ کس قدر کمزور، ضعیف اور ناتواں ہے، ملک کے دفاع سے سراسر عاجز ہے اور اس کے کمانڈر کس قدر نااہل ہیں، جبکہ اس کا بجٹ آسمان سے باتیں کرتا ہے اور معلوم نہیں کہ یہ سارا پیسہ کہاں جاتا ہے۔

ملکی عدالتوں میں ہونے والے ظلم کا تذکرہ بھی عرضداشت میں پوری طرح موجود تھا خصوصاً وہ عدالتی فیصلے اور قانون جن میں شریعت کے وضعی قوانین نے جگہ لے رکھی ہے ملک کی خارجی پالیسی بھی عرضداشت کا حصہ بنی کہ جس میں امت مسلمہ کے مسائل کو صرف نظر انداز ہی نہیں بلکہ ذلیل اور خوار کیا جاتا ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کے خلاف کفار کی مدد اور نصرت بھی کی جاتی ہے۔ غزہ و اربا (فلسطین) اور جنوبی یمن میں کمپو نسٹوں کی مدد اس کی چند ایک مثالیں ہیں ورنہ ان کا شمار مشکل ہے۔

کون نہیں جانتا کہ وضعی قوانین کو لاگو کرنا اور مسلمان کے خلاف کفار کی مدد کرنا ان دس نواقض اسلام میں شمار ہوتے ہیں جن پر اہل علم کا اتفاق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرما ہے۔

ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الكافرون

"جو لوگ اللہ کے اتارے ہوئے دین کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی کافر ہیں" (سورۃ مائدہ آیت ۴۴) اور فرمایا فلا وربک لایؤمنون حتی یحکموک فیما شجرو بینہم ثم لایجدوافی انفسہم حرجاً مطلقیت و یسلموا تسلیماً

"نہیں تیرے رب کی قسم یہ مومن نہیں جب تک اپنے ہر نزاع میں تم کو حکم نہ بنالیں، پھر تو جو فیصلہ کرے اس سے یہ اپنے اندر حرج تک محسوس نہ کریں، اور سر تا سر تسلیم نہ ہو جائیں" (سورۃ النساء- ۶۵)

یہ عرضداشت اگرچہ نرم لطیف انداز سے لکھی گئی تھی، اللہ تعالیٰ کے ڈر کا واسطہ دیا گیا تھا، اور موعظ حسنہ کا اسلوب اپنایا گیا تھا مگر اس تمام تر احتیاط کے باوجود اور اسلام میں نصیحت کی ہمت کے علاوہ اس امر کے باوجود کہ اس پر دستخط کرنے والوں کی تعداد اور علمی و سماجی حیثیت کیا ہے اور اس کے مضمون سے

ہمدردی رکھنے والے عوام کی کس قدر کثرت ہے ان سب باتوں کے باوجود اس کو کوئی بھی اہمیت نہ دی گئی۔ اس کا جواب انکار وحد اور ان ہی کی صورت میں ملا اور اس کے دستخط کنندہ یا ہمدردی رکھنے والوں کو تند و تیز فتوؤں اور جیل کی سزائوں کے علاوہ کوئی جواب نہ دیا گیا۔

یہ تھا اصلاح کی جدوجہد کا ایک طویل مرحلہ۔ ان بار بار کی ان شک کو ششوں سے اصلاح کے داعیوں نے اپنے اخلاص کا ثبوت دے دیا ہے کہ وہ اصلاح کے پر امن طریقے اپنانے کے کس قدر خواہشمند ہیں، ملک توڑنا اور خون بہانا ان کا مقصد نہیں۔ مگر کیا وجہ ہے کہ حکومت اصلاح کے ان تمام پر امن راستوں کو مسدود کر دینے پر ہی بضد ہے اور زبردستی ان کو مسلح عمل کی طرح عکس کر رہی ہے؟ آخر کیوں اس خونیں راستے کو ان کے لئے کھلا رکھنا چاہتی ہے؟ کس کے مفاد کی خاطر شہزادہ سلطان اور شہزادہ نایف ملک کو خانہ جنگی کی بھیٹی میں جھونک دینا چاہتے ہیں؟ کیوں ایسے فتنہ پرداز لحد عناصر کو اپنے مشیر اور حاشیہ بردار بھرتی کر رہے ہیں جنہوں نے اپنے ملک میں خانہ جنگی کی آگ بھڑکائی تھی اور اصلاح کی تحریک کو کچلنے کے لئے پورے ملک کو پولیس سٹیٹ بنایا تھا، اپنی ہی قوم کے گلے ایک دوسرے سے کٹوانے کا سامان کیا تھا اور انجام کار پورے خطے میں صیہونی اور امریکی دشمنوں کو واحد قوت کے طور پر ابھرنے کا موقع دیا جب کہ اندر سے اسی جیسے اور چوہوں نے خرد برد اور غبن کے ریکارڈ قائم کر کے ملک کو کھوکھلا کر دیا تھا۔ وزیر داخلہ شہزادہ نایف کا یہ مشیر (۱) وہ شخص ہے جس کی اپنی قوم نے اس کے ڈریکولا کردار کی وجہ سے اسے برداشت کرنے سے انکار کر دیا تھا اور مجبوراً اسے وہاں مغزول کیا گیا تھا۔ کوئی پوچھے تو سہی یہ شخص وہاں خون کی کتنی ندیاں بہا کر آیا ہے؟ کتنی عورتوں کو بیوہ اور کتنے بچوں کو یتیم اور بے سہارا کر آیا ہے؟ کتنی ماؤں کو خون کے آنسو رلاتا رہا ہے؟ پورے ملک کو کس طرح اس نے دوزخ بنا رکھا تھا؟ اس انسانی خون کے پیاسے انسان کو شہزادہ نایف کی شاہی مہمانداری میں کس مقصد کے لئے رکھا گیا ہے؟ کیا اس مقصد کے لئے کہ یہاں بھی وہی خونیں داستانیں رقم کی جائیں؟ یہاں بھی بیواؤں اور یتیم بچوں کے نئے ریکارڈ قائم ہوں؟ ارد گرد کے ملکوں کی طرح اس قوم کا خون بھی اس کی اپنی فوج اور پولیس سے کرایا جائے؟ بلاشبک اسرائیلی اور امریکی دشمنوں کی یہی پالیسی ہے کہ وہ سارا ڈرامہ یہاں بھی رچایا جائے۔ اسی وجہ سے اس ڈرامہ کا بنیادی کردار شیخ پر آچکا ہے۔ جب کہ اس کا سارا فائدہ انہی دشمنوں کو پہنچے گا۔ لیکن اللہ کے فضل سے ہماری قوم کی اکثریت، چاہے سویلیں ہوں یا فوجی، اس غیث منصوبے سے خبردار ہے وہ ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کے لئے دشمن کے آہ کار ہرگز نہیں بنیں گے۔ یہ منصوبہ امریکی اسرائیلی اتحاد کا تیار کردہ ہے اور یہاں کی حکومت کا کردار اس پر عملدرآمد کرانے تک محدود ہے۔

دنیا جانتی ہے کہ اگر لکڑی ٹیرھی ہو تو اس کا سایہ سیدھا نہیں ہو سکتا۔ لہذا ہماری پالیسی یہ ہے کہ

(۱) مراد ہے مصر کا سابق وزیر داخلہ ذکی بدر جو اخوان المسلمون اور جماعت البھاد کو ختم کرنے کا سب سے بڑا کردار ہے۔ آج کل اس کی خدمات سعودیہ نے حاصل کر رکھی ہیں۔

سارنی کی ساری توجہ اس اصل دشمن کی طرف مبذول ہونی چاہیے جس نے پہلے امت کو چھوٹے چھوٹے ملکوں میں بانٹا اور اب کئی غشروں سے ان کو ایک ایک کر کے تباہی کے گڑھوں کی طرف دھکیل رہا ہے۔ جس ملک میں بھی کوئی اصلاحی تحریک سر اٹھاتی ہے یہودی صلیبی نیٹ ورک وہاں کے مقامی ایجنٹوں کے ذریعے اسے وقت سے پہلے ختم کر دینے کے درپے ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کئے جاتے ہیں اور ہر ملک کے حالات کی مناسبت سے پالیسیاں بنائی جاتی ہیں۔ بسا اوقات اسلامی تحریکوں کو چاروں طرف سے گھیر کر مسلح تصادم کی طرف لے آیا جاتا ہے تاکہ پھل پکنے ہی نہ پائے اور شیر اپنی کچھار ہی میں مارا جائے۔ کبھی وزارت داخلہ میں دہشتی علوم سے واقف ایجنٹ بھرتی کئے جاتے ہیں تاکہ وہ مختلف طریقوں سے اصلاحی عمل کو سبوتاژ کر دیں اور امت کا رخ اصلاح کے نام پر کسی اور طرف کو کر دیں، کبھی بعض صالحین تک کو استعمال کر کے قائدین اصلاح کے ساتھ مناظروں میں لگا دیا جاتا ہے تاکہ دونوں فریقوں کی تمام تر توانائیاں انہی بحثوں میں صرف ہو جائیں اور بڑا کفر امت پر بدستور مسلط رہے۔ اس مقصد کے لئے فروعی مسائل پر مناظروں کو ہوا دی جاتی ہے تاکہ عبادت اور حاکمیت میں چار سو پھیلا شرک خیریت سے رہے۔ انہی بحثوں اور جواب در جواب سلسلوں میں حق اور باطل کی ساری شکمشکمیں روپوش کر دی جاتی ہے۔ بلکہ بسا اوقات تو ان طریقوں سے مسلمانوں میں شخصی اور حزبی عداوتوں کے لالچے تباہی سلطے جنم لیتے ہیں اور امت میں کچھ جان بچی ہو تو یوں ٹکال لی جاتی ہے اور اسلام کی بنیادی ترجیحات روپوش کر دی جاتی ہیں چنانچہ ان شیطانی حربوں سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے جو د اررتہ بائے داخلہ ان ملکوں میں اسلامی تحریکوں پر آزمائی میں ہمارے بڑے دشمن نے خود ہمارے پاس آکر ہمارے مشکل حل کر دی ہے اس حالت میں صحیح راستہ یہ ہے، جیسا کہ علماء کا اتفاق ہے، اور جیسا کہ امام ابن تیمیہ نے فتاویٰ میں ذکر کیا ہے کہ تمام اہل اسلام مل کر کفر اکبر کو ٹکال باہر کرنے پر کمر بستہ ہو جائیں جو عالم اسلام کی سرزمین پر قابض ہو چکا ہے اور کفر اکبر ایسے ضرر اکبر کو دفع کرنے کے لئے چھوٹے بڑے نقصان کی کوئی پرواہ نہ کی جائے۔ علماء کا یہی اصول ہے کہ جب کچھ شرعی واجبات باہم متعارض ہو جائیں تو بڑے اور اہم تر فریضہ کو مقدم کیا جائے اب یہ کسی سے پوشیدہ نہیں کہ غاصب امریکی دشمنوں کو حرمین کی سرزمین سے ٹکالنا ایمان باللہ کے بعد سب سے بڑا فرض ہے لہذا علماء کے اس اصول کی بنا پر کسی اور چیز کو اس فرض پر مقدم ٹھہرانا درست نہیں چنانچہ امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:-

واما قتال الدفع فهو اشد انواع دفع الصائل عن الحرمۃ والدين، فواجب اجماعاً، فالعدو الصائل الذي يفسد الدين والدنيا لاشنى اوجب بعد الايمان من دفعه فلا يشترط له شرط، بل يدفع بحسب الامكان (كتاب الاختيارات العلميه ملحق بالفتاوى الكبرى ۶۰۸/۴)

”جہاں تک ”قتال دفع“ کا تعلق ہے تو وہ حرمت و آبرو اور دین پر حملہ آور دشمن کو بٹانے کی سب سے اہم

صورت ہے، سو یہ ازروئے اجماع واجب ہے چنانچہ وہ حملہ آور دشمن جو دین و دنیا کو تباہ کرتا ہے اس کو بٹانا ایمان کے بعد سب سے بڑا فرض ہے، سو اس فرض سے عہدہ بر آئی کے لئے کوئی شرط نہیں۔ اس کو تو پوری قوت کے ساتھ بٹانا چاہیے۔“ (کتاب الاختیارات العلمیۃ، لمحقق بالفتاویٰ الکبریٰ ۶۰۸/۳)

لہذا جب ایسے حملہ آور کو بٹانے کے لئے سب مسلمانوں کا مل جانا ناگزیر ہو تو تمام اختلافی مسائل کو نظر انداز کر کے ایسا کرنا ان پر واجب ہوتا ہے کیونکہ یہ مسائل کیسے بھی کیوں نہ ہوں ان کو نظر انداز کرنے کا نقصان، اس نقصان سے بہر حال کم ہو گا جو مسلمانوں کے گروہ میں کفر اکبر کے جھے رہنے کی بنا پر ہو رہا ہے۔ اس لئے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ نے اس مسئلے کو بیان کرتے ہوئے جس عظیم الشان اصول کی طرف تنبیہ کی ہے، اس کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ یعنی شدید تر ضرر کو دفع کرنا اور کم تر ضرر کو برداشت کرنا، اگرچہ یہ کام ایسے لشکر کے ساتھ مل کر ہی کرنا پڑے جس میں فسق و فجور کی کثرت ہو، کیونکہ ایسی صورت میں ترک جہاد کے لئے یہ بات عذر نہیں بنتی۔

چنانچہ امام صاحب تاتاریوں کا یہ جرم بیان کرنے کے بعد کہ وہ نفاذ شریعت کے تارک ہیں، فرماتے ہیں ”ان تاتاریوں سے قتال اگر صلح قیادت کے پرچم تلے ہو سکے تب تو رضائے الہی کے حصول، اعلائے کلمۃ اللہ، اخلاص دین اور اطاعت رسول کی خاطر یہ اعلیٰ ترین مقصد ہے۔ تاہم اگر ان میں کچھ فسق و فجور ہو یا ملک گیری اور سلطنت کی نیت بد بھی پائی جاتی ہو اور بعض امور میں زیادتیاں بھی ہوتی ہوں، جب کہ ان خرابیوں کے ساتھ ان کے زیر قیادت قتال کرنے کا جو نقصان دین کو ہو گا اس کی یہ نسبت (تاتاری) دشمن سے قتال نہ کرنے کا نقصان شدید تر ہو تو اس صورت میں بھی قتال واجب ہو گا اور کم تر ضرر کو برداشت کرتے ہوئے بد تر ضرر کا ازالہ کیا جائے گا۔ یہ بات اصول دین میں شامل ہے اور اس کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔“

بنا بریں اس سنت والجماعت کے اصول میں یہ شامل ہے کہ ہر نیکو کار و گنہگار امیر کے ساتھ مل کر جہاد کیا جائے، کیونکہ جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی مدد ایک گنہگار یا فاجر آدمی کے ذریعے بھی کر سکتا ہے اور ایسے لوگوں کے ذریعے سے بھی جو نیکی سے تنی دامن ہوں اس لئے دو امور میں سے ایک لازمی طور پر اختیار کرنا پڑے گا یا تو ان امراء کے ساتھ مل کر قتال چھوڑ دیا جائے جس کی بنا پر دوسروں کا غلبہ یقینی ہو گا جو کہ دین اور دنیا دونوں پہلوؤں سے زیادہ بڑے ضرر اور نقصان کے حامل ہیں یا پھر ایک فاجر امیر کے ساتھ مل کر جہاد کیا جائے جس کے نتیجے میں اس سے کمیں زیادہ بڑے فاجروں اور بدکاروں کو پسپا کیا جاسکتا ہے اور اگرچہ مکمل طور پر نہ سہی بیشتر احکام اسلام کا قیام ہو سکتا ہے، اس صورت حال یا اس قسم کے حالات میں یہی واجب ہے بلکہ بیشتر جنگیں جو خلفائے راشدین کے بعد لڑی گئیں وہ اسی پہلو اور نقطہ نظر ہی کی بنا پر لڑی گئیں ج ۶۸ - صفحہ ۵۰۶

اس وقت جب کہ یہ صورتحال ہے کہ یہ خطرناک ماسدۂ مہو پکے ہیں اور منکرات آخری حد سے تجاوز

کر چلے ہیں، جو کہ اب اندھوں تک کو نظر آنے لگے ہیں اور گناہوں سے بڑھ کر ظلم عظیم کی اس حد کو پہنچ گئے ہیں جسے شرک اور تشریح و قانون سازی میں اللہ کی بسمری کہا جاتا ہے۔ اللہ کا فرمان ہے:-

وَأَذْأَلْ لَقْمًا لِبَنِيهِ وَهُوَ يَعْظُمُهُ يُبْنِي لِاتِّشْرَكَ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ. (لقمان: ۱۳)

اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا، بیشاشرک کبھی نہ کرنا، شرک ظلم عظیم ہے۔ چنانچہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ حرام کرتا ہے اسے ہمارا قانون حلال کر دیتا ہے جس کی ایک مثال سود ہے، جو کہ مکہ مکرمہ جیسے بلد حرام کے اندر مسجد حرام کی دیواروں تک پہنچا ہوا ہے اور سودی بینک حرمین کے چاروں طرف اللہ تعالیٰ کو جنگ کی دعوت دیتے ہوئے اس کے فعلی حکم کا مسخرہ لے کر نظر آتے ہیں جب کہ "واحل الله البيع وحرم الربا"

”اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام ٹھہرایا ہے“ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس جرم پر اس قدر شدید وعید سنائی ہے کہ مسلمان سے سرزد ہونے والے کسی اور جرم پر ایسی وعید نازل نہیں فرمائی یعنی

يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله وذروا ما بقى من الربا ان كنتم مؤمنين فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من الله ورسوله. (البقرة ٢٤٨-٢٤٩)

"اے ایمان والو اللہ سے ڈر جاؤ اور (آج کے بعد) باقی ماندہ سود چھوڑ دو، اگر تم مومن ہو۔ اگر تم ایسا نہیں کرتے تو پھر اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کا اعلان کر دو" (البقرة)۔۔۔۔۔ پھر یہ وعید تو ایک عام سود خور کے لئے ہے۔ ایسے شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو خود کو اللہ کا ہمسرا اور شریک بنا کر قانون صادر کرنے لگے اور اللہ کے بندوں کے لئے اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال اور جائز کرنے لگے۔ مگر اس کھلم کھلی بغاوت کے باوجود حکومت بعض نیک علمائے اور داعیوں کو بھلانے کی کوشش میں کامیاب جا رہی ہے۔ جو اس بدترین صورتحال اور کنفرانس اکبر کے مسلط ہونے کے باوجود بھی کھل کر نہیں بوتے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ایسی صورت حال میں ہی فرض بنتا ہے کہ اپنی توانائی کی آخری رمق تک ان حملہ آور دشمنوں اور کنفرانس کے سرغنوں کو سرزمین پاک سے نکال باہر کرنے کے لئے صرف کر دی جائے۔ یہ دشمن جو ہمارے دین اور دنیا سب کو تباہ کرنا چاہتا ہے اور اس کو دفع کرنا ایمان کے بعد سب سے بڑا فرض ہے۔ یہ دشمن امریکی امپراطوری اتحاد کی صورت میں بیت المقدس ہی کو نہیں، سرزمینِ حریم کو بھی مقبوضہ بنا چکا ہے۔ تاہم یہ تنبیہ کرنا ضروری ہے کہ امت مسلمہ کے اندر جنگ جھیرٹنے سے انتہائی گریز کیا جائے اور اپنے بھائیوں پر کوئی کسی طرف سے بھی ہتھیار نہ اٹھائے۔ کیونکہ ہماری نظر میں اس کے نتائج نہایت سنگین ہو سکتے ہیں مثلاً

(۱) اس سے مسلمانوں کا شدید جان فی نقصان ہوگا اور اس سے متاثر ہونے والے خود مسلمان ہوں گے۔

(۲) امت مسلمہ کا شدید مالی نقصان ہوگا۔

(۳) ملک کا نیچے تک کا سارا ڈھانچہ بل جائے گا۔

(۴) معاشرتی نگار کے ساتھ ساتھ معاشی بحران پیدا ہو گئے۔

(۵) پٹرول کی سب صنعتیں داؤ پر لگ جائیں گی۔ ہم اپنے مجاہد عسائیوں کی توجہ اس امر کی جانب کرانا چاہتے

ہیں کہ پٹرول کی یہ دولت مسلمانوں کی ایک بہت بڑی امانت ہے جو کل کی اسلامی مملکت کے لئے عظیم الشان قوت ثابت ہوگی۔ دنیا میں تیل کے اس سب سے بڑے ذخیرے کی حفاظت ہمارا فرض ہے۔ ہم غاصب امریکیوں کو بھی خبردار کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اس دولت سے اس کے اصلی ورثا کو محروم کرنے اور یورپ اور جاپان وغیرہ ایسے اپنے اقتصادی حریفوں کو نقصان پہنچانے کے لئے، اور اپنے کھیانے پن کا ثبوت دینے کے لئے اس جنگ کے اختتام پر ہانگے وقت، مسلمانوں کی اس دولت کو تباہ کر کے جانے کی کوشش نہ کرے، ورنہ اس کے نتائج سنگین تر ہو جائیں گے۔ مسلمانوں کی اس باہمی جنگ سے سرزمین حرمین کے مستقم ہو جانے کا بھی اندیشہ ہے۔ جب کہ اس ملک کے شمالی حصہ پر اسرائیل آس لگائے بیٹھا ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ یہ یہودی صلیبی اتحاد کا ایک اہم منصوبہ ہے۔ کیونکہ اتنے وسیع و عریض ملک کا وجود، جس پر اللہ کے فضل سے صحیح اسلامی حکومت قائم ہو جانے والی ہے، ساتھ میں فلسطین کے اندر بیٹھے یہودیوں کے لئے شدید ترین خطرہ ہے۔ خصوصاً جب کہ یہاں مسلمانوں کا قبضہ واقع ہے۔ اس وجہ سے سرزمین حرمین عالم اسلام کی وحدت کی علامت ہے اور اس پر کٹ مرنے کے لئے دنیا جہاں سے مسلمان کھینچے آئیں گے، اقتصادی دولت سے یہ خطرہ ہی پہلے ہی مالا مال ہے، کیونکہ دنیا کا سب سے بڑا تیل کا ذخیرہ اسی ملک کے پاس ہے۔ پھر اس ملک کے فرزندان توحید اپنے آباء و اجداد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی کو سمجھتے ہیں۔ انہی کی سیرت سے والہانہ گلاؤں رکھتے ہیں۔ اور اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے اور امت کو پھر سے عزت کے راستے پر گامزن کرنے کے لئے صحابہ کرام ہی کو اپنے لئے اسوہ اور مثال سمجھتے ہیں۔ علاوہ ازیں ایک انتہائی اہم اور اسٹریٹجک حیثیت۔ یمن کی لڑاکا قوم کی بھی ہے جس سے ہمیں قتال فی سبیل اللہ کے لئے انتہائی جنگجو کمک بلاحدہ و حساب مل سکتی ہے۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی کی ہے۔

يُخْرِجُ مِنْ عَدْنِ ابْنِ اثْنَا عَشَرَ الْفَأَيِّنُصْرُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ، هُمْ خَيْرٌ مِنْ بَنِي وَبَيْنَهُمْ (رواہ احمد بسند صحیح)

”عدن (یمن) سے بارہ ہزار کا ایک لشکر نکل کر اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرے گا، میرے اور ان کے درمیان جتنے لوگ آئیں گے وہ ان سب سے افضل ہوں گے“ (حدیث صحیح بروایت مسند احمد)۔ یمن کی جنگجو قوم ہمارے ساتھ مل کر ان شاء اللہ یہودی صلیبی اتحاد کے لئے خطرہ بنے گی۔ امریکی قابض فوجوں کا دفاع کرتے ہوئے جو بھی اسلامی قوتوں کے ساتھ جنگ کرے گا۔ چاہے اس کے لئے کتنے بھی عذر کیوں نہ تراشے جاتے ہوں وہ ایک فاش غلطی ہوگی کیونکہ یہ قابض فوجیں پہلے یہاں کی مقامی قوت ختم کرائیں گی اور پھر معرکے کا انجام اپنے حق میں کریں گی۔

فوج اور نیشنل گارڈز کے جوانو! تم اسلام کا سرما یہ ہو اللہ تمہارا پاساں ہے

اے توحید کے پاسانو! عقیدہ کے رکھوالو! تم اس قوم کے فرزند ہو جو اسی ارض پاک سے نور ہدایت کی شعلیں لئے دنیا کے ظلمت کدوں میں روشنی پھیلانے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ سعد بن ابی وقاص،

قتحاح بن عمرو تمیمی اور منی بن حارثہ کے پوتے! تم تو اس مقصد کے لئے میدان سپاہ گری میں آئے ہو کہ اللہ کے راستے میں جہاد ہو، اللہ کا کلمہ سر بلند ہو۔ اسلام کے مقدس مقامات اور سرزمین حرمین کی حفاظت کرتے ہوئے ہر غاصب حملہ آور کا رخ موڑ دو۔ تمہارا مقصد ایک بابرکت مقصد ہے مگر حکومت نے یہ سب منصوبات بدل دیئے ہیں، امت کو ذلیل و رسوا کیا اور ملت سے سرکشی کی ہے چنانچہ بجائے اس کے کہ بیت المقدس کو واکزار کرایا جاتا اور پچھلے پچاس سال کے بار بار کے وعدوں پر عمل کرتے ہوئے قبلہ اول کو آزاد کرایا جاتا، اٹا سعودی حکومت نے امت کو کوئی تحفہ دیا تو یہ کہ آج مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں امت کے باقی ماندہ مقدس مقامات کی حفاظت کے لئے نصرانی افواج کے کافر مرد ہی نہیں عورتیں تک جوق در جوق چلی آ رہی ہیں! یوں حرمین کی سرزمین صلیبیوں کو دے دی گئی۔ شاہ ہند (برطانیہ میں) خود صلیب پہن آیا ہے تو یہ اس کے لئے کون سی بری بات ہے! اب بادشاہ سلامت اپنے صلیبی مہمانوں کے لئے دروازے کھول چکے ہیں۔ ملک کے طول و عرض میں جگہ جگہ اب امریکہ اور اس کے حلیفوں کے اڈے بن چکے ہیں۔ کیونکہ ان کی مدد کے بغیر اسے اب کوئی جائے پناہ نظر نہیں آتی۔ آپ لوگ تو ان غیر ملکی فوجوں کی موجودگی اور ان کے گھناؤنے منصوبوں سے بخوبی واقف ہو گئے۔ لہذا یہ امت سے خیانت ہے، کفار سے دوستی و وفاداری ہے اور مسلمانوں کے خلاف کفار کی مدد ہے۔ اور ظاہر ہے یہ باتیں دس نواقص اسلام (جن باتوں سے آدمی کافر ہو جاتا ہے) میں شمار ہوتی ہیں۔ شاہ ہند کا یہ اقدام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وصیت کی بھی کھلم کھلی خلاف ورزی ہے جو آپ نے بستر مرگ پر دنیا سے رخصت ہوتے وقت امت کو فرمائی تھی یعنی مشرکین کو جزیرہ عرب سے باہر نکال دو (حدیث نبوی صحیح بخاری) آپ نے یہ بھی فرمایا تھا۔

لنن عشت ان اشاء الله لاخرجن اليهود والنصارى من جزيرة العرب (صحیح الجامع الصغیر)

اگر میں زندہ رہا تو انشاء اللہ جزیرہ عرب کو یہود و نصاریٰ سے بہر صورت پاک کر چھوڑوں گا (حدیث نبوی صحیح الجامع الصغیر)

رہا یہ دعویٰ کہ دفاع کی غرض سے صلیبی افواج کی سرزمین حرمین میں موجودگی ایک ضرورت اور انتہائی وقتی سائنسہ ہے، تو یہ بات اب پرانی ہو چکی ہے خصوصاً جب کہ عراق کو پوری وحشت اور درندگی سے تباہ کر لیا گیا ہے اور اس کی فوجی قوت کو برباد کر دیا گیا ہے۔ (جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ کینہ پرور صلیبی کیا عزائم لے کر یہاں آئے ہیں)۔ اس کے بعد بھی یہ مطالبہ ماننے سے صاف انکار کیا جا رہا ہے کہ اب تو ان صلیبی فوجوں کی جگہ مقامی اور مسلمان ممالک کی فوجیں تعینات کر دی جائیں۔ پھر اس فریب کا پردہ تو امریکہ کے آئٹم کفر نے پے در پے بیانات سے خود چاک کر دیا ہے۔ صرف امریکی وزیر دفاع ولیم پیری کا خبر کے دھماکے کے بعد شائع ہونے والا بیان ہی ملاحظہ ہو کہ "خلیج میں ہماری موجودگی امریکی مفادات کے تحفظ کے لئے ہے" اس سلسلے میں شیخ سفر الموالی نے جو اس وقت سعودیہ میں جیل کی زندگی گزار رہے ہیں۔ ستر صفحے

کی ایک کتاب تصنیف کر رکھی ہے جس میں انہوں نے قطعی ثبوت اور دلائل دے کر ثابت کیا ہے کہ امریکیوں کی جزیرہ عرب میں موجودگی دراصل جزیرہ عرب پر باقاعدہ فوجی قبضہ ہے اور اس کے منصوبے اب نہیں بلکہ بہت عرصہ قبل تشکیل پا چکے ہیں اور یہ کہ سعودی حکومت کا یہ دعویٰ ویسا ہی ایک دھوکہ سے جیسا آج سے نصف صدی قبل فلسطینی مجاہدین کو دیا گیا تھا اور خاموشی سے مسجد اقصیٰ کو ہتھیایا گیا تھا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب ۱۳۵۴ھ (۱۹۳۶ء) فلسطین کی مسلمان قوم برطانوی تسلط کے خلاف جہاد کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی، اور برطانیہ مسجد اقصیٰ کے لئے پہری مسلمان قوم کو دبانے میں ناکام ہو گیا تو شیطان نے ان کو یہ تدبیر سمجائی کہ فلسطین میں اس مسلح جہاد کا راستہ روکنا صرف ان کے ایجنٹ شاہ عبدالعزیز کے ذریعے ممکن ہے، کیونکہ مجاہدین کو دھوکہ دینے کے لئے ایسی ہی "پارسا" شخصیت کی ضرورت تھی۔ شاہ عبدالعزیز نے یہ ڈیوٹی باحسن طریق انجام دی اور اپنے دو بیٹوں کو فلسطینی مجاہدین کو یہ یقین دہانی کرانے کی مہم دے کر بھیجا کہ شاہ عبدالعزیز برطانوی حکومت ان کے تمام وعدوں پر عملدرآمد آمد کی ضمانت دینے کے لئے تیار ہے اس لئے اگر مجاہدین جہاد روک لیں تو برطانوی حکومت انکے سب مطالبات منظور کر لے گی۔ اس طریقے سے شاہ عبدالعزیز نے مسلمانوں کا قبلہ اول شانے میں اپنا کردار کیا تھا، مسلمانوں کے خلاف نصرانیوں کے ساتھ موالات کا مظاہرہ اور مسجد اقصیٰ کا مسئلہ اٹھانے اور اس کی خاطر مجاہدین کی نصرت کرنے کی بجائے ان کو ذلیل اور خوار کیا تھا۔ آج اس کا بیٹا شاہ فہد اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دوسری بار امت مسلمہ کو ویسا ہی فریب دینے کی کوشش کر رہا ہے۔ تاکہ جو مقدس مقامات مسلمانوں کے پاس رہ گئے تھے وہ اب کی بار جاتے رہیں۔ چنانچہ وہ امت کو بیوقوف بنا کر یہ یقین دلاتا رہا ہے کہ یہ صلیبی فوجیں سرزمین حرمین کے دفاع کی خاطر مہمان بنی ہیں اور یہ مہمانداری چند مہینوں کی بات ہے یہ فوجیں اپنا کام کر کے فوراً جہاں سے آئی تھیں، وہیں واپس چلی جائیں گی۔ یہ جھوٹ بول کر اس نے علماء سے فتوے پر فتوے لئے۔ کہ مکہ میں رابطہ عالم اسلامی کی کانفرنس منعقد کر کے اس نے عالم اسلام کے علماء اور اسلامی قائدین کا ایک جم غفیر اکٹھا کیا اور ان سے قراردادیں منظور کرائیں۔ آج صلیبی فوجوں کو ہمارے ہاں آئے ہوئے ساتواں سال جا رہا ہے۔ ہماری حکومت ان کو کھانے سے بنوز عاجز ہے۔ مگر وہ اپنی قوم کے سامنے اس عاجزی کا اعتراف کرنا بھی نہیں چاہتی۔ اب وہ جھوٹ پر جھوٹ بولے چلی جا رہی ہے۔ ابھی تک وہ مسلمانوں کو یہ باور کرائے چلی جا رہی کہ امریکی کا فر ٹکل جائیں گے۔ مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ ایس خیال است و محال است و جنوں، پھر مومن تو کبھی ایک بل سے دوبار نہیں ڈسا جاتا اور عقلمند تو دوسروں کا انجام دیکھ کر سبق پکڑ لیتا ہے۔

فوج اور نیشنل گارڈز کے جوانو! بجائے اس کے کہ حکومت تمہیں ان غاصبوں کے خلاف داد شجاعت دینے کا موقع فراہم کرتی، اس نے تمہیں انہی دشمنوں کی چوکیداری کا فرض سونپ دیا ہے۔ یہ فریب کاری اور ذلیل کرنے کی آخری حد ہے۔ اس سے بڑی رسوائی اور کیا ہوگی؟ سٹھی بھر لوگ جو اس وقت فوج، پولیس، نیشنل گارڈز اور سیکورٹی کے محکموں میں حکومت کے مذموم مقاصد پورے کر رہے ہیں اور مسلمانوں کے

حقوق اور ان کے دین اور جان و مال کے سودے کرنے میں ہاتھ بٹا رہے ہیں ہم ان کو یہ حدیث قدسی یاد دلانا چاہتے ہیں۔ من عادی لی ولیاً فقد اذنتہ بالحرب (رواہ البخاری)

(اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) ”جو میرے کسی دوست سے دشمنی کرتا ہے تو میں اس کے خلاف اعلان جنگ کر دیتا ہوں۔ (حدیث نبوی صحیح بخاری)

وقوله صلى الله عليه وسلم يجنى الرجل اخذاً بيد الرجل، فيقول يارب هذا قتلى، فيقول الله له لم قتلت، فيقول قتلتك لتكون العزة لك، فيقول فانها لي، ويجنى الرجل اخذاً بيد الرجل، فيقول اى رب ان هذا قتلى، فيقول الله لم قتلت، فيقول لتكون اعزة لفلان، فيقول انها ليست لفلان، فيبوء بائمه (رواه النسائي بسند صحيح)

”قیامت کے روز ایک آدمی ایک دوسرے آدمی کو ہاتھ سے پکڑ کر لائے گا اور کہے گا اے پروردگار اس نے مجھے قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تم نے اسے قتل کیوں کیا؟ تو وہ کہے گا میں نے تیری عزت کو دوبالا کرنے کے لئے اس کو قتل کیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا:۔ بے شک عزت مجھ ہی کو سزاوار ہے۔ ایک دوسرا آدمی ایک اور آدمی کو ہاتھ سے پکڑ کر لائے گا اور کہے گا اے پروردگار اس نے مجھے قتل کیا تھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم نے اسے قتل کیوں کیا؟ تو وہ کہے گا اسلئے کہ فلاں کا اقتدار عزت و طاقت پائے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، عزت اس کو سزاوار نہ تھی، سو وہ اس خون کے گناہ کا ذمہ دار ٹھہرائے گا (حدیث نبوی سنن نسائی سند صحیح) نسائی کی ایک روایت میں ہے۔

وفى لفظ عن النسائي ايضاً يجنى المقتول يوم القيامة متعلقاً بقاتله، فيقول الله فيم قتلت هذا، فيقول فى ملك فلان)

”روز قیامت ایک مقتول اپنے قاتل سے چٹا ہوا آئے گا، اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا؟ تم نے اسے قتل کیوں کیا؟ تو وہ کہے گا فلاں کے اقتدار کی خاطر“

چنانچہ آج تمہارے اپنے بھائی اور بیٹے سرزمینِ حرمین کے فرزند اس سرزمین پر قابض دشمنوں کو نکالنے کے لئے جہاد فی سبیل اللہ کا آغاز کر چکے ہیں۔ بلاشبہ تمہاری بھی شدید خواہش ہے کہ اس امت کی کھوئی عزت لوٹانے اور اس کے مقبوضہ مقدس مقامات آزاد کرانے کا یہ فرض ادا ہونے لگے تاہم تم سے یہ بات اوچھل نہ ہو گی کہ اس مرحلہ میں خاص انداز کی مناسب جنگی تدبیریں اختیار کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ ہماری مسلمان افواج اور دشمن کی افواج میں طاقت کا توازن ایک سا نہیں۔ ایسی صورت میں چھوٹے چھوٹے سربراہی الحریک لشکر ضروری ہوتے ہیں جو مکمل رازداری سے کام کریں۔ یعنی یہ کام مقامی اور غیر فوجی لوگ گوریلا کارروائیوں کے ذریعے انجام دیں۔ آپ لوگ آگاہ ہوں گے کہ اس مرحلہ میں حکمت کا تقاضا ہے کہ ہماری مسلح افواج صلیبی دشمن فوجوں کے ساتھ جنگی انداز کی مٹھ بیڑ سے گریز کرتی رہیں، ہاں انفرادی طور پر کسی سرخروشی کا موقع ملے تو مسلح افواج کے جوان بھی (انفرادی حیثیت میں) ایسا دلیرانہ اقدام

کر سکتے ہیں۔ تاہم مسلمان فوجوں کی عمومی نقل و حرکت میں اس کا کوئی مظاہرہ نہیں ہونا چاہیے تاکہ جب تک کسی بڑی اور واضح مصلحت کا تقاضا نہ ہو فوج ہر قسم کے رد عمل سے محفوظ رہے اور دشمن مسلسل رک اٹھاتا رہے اور اندر ہی اندر اس کی کھر ٹوٹتی رہے یوں ذلت اور خواری اٹھا کر وہ یہاں سے نکلنے پر مجبور ہوتا چلا جائے اور مسلمانوں کا خون بھی کھم سے کھم ہے۔ لہذا تمہارے مجاہد بھائی اور بیٹے، اس مرحلہ میں، تم سے صرف اتنا چاہتے ہیں کہ ان کو اس عمل کے دوران ضروری معلومات، اسلحہ اور دیگر ضروریات سمیت ہر ممکنہ مدد فراہم کی جاتی رہے۔ خصوصاً سرانصرال اداروں میں کام کرنے والوں سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ان کی پردہ پوشی کرتے رہیں، دشمن کو ان کے بارے میں غلط معلومات فراہم کر کے بھٹکاتے رہیں، دشمن کی صفوں میں خوف و ہراس پیدا کریں اور خاموشی کے ساتھ ہر ایسی صورت اختیار کئے رہیں جس سے قابض دشمنوں کے خلاف مجاہدین کی مدد ہو سکتی ہو ہم اپنے فوجی بھائیوں کو صاف صاف خبردار کرنا چاہتے ہیں کہ حکومت جذباتی ہو کر مسلح افواج، نیشنل گارڈز یا سپریم ٹی کے اداروں کے خلاف خود سے کارروائی کر کے اسے مجاہدین سے منسوب کر سکتی ہے، تاکہ مجاہدین اور فوج میں پھوٹ پڑ سکے۔ ایسے ہر وار کو پوری دانشمندی سے خالی جانے دینا نہایت ضروری ہے۔

اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ عباد اور بلاد پر یہ جو سب مصائب ٹوٹ رہے ہیں، حکومت ہی ان کی پوری پوری ذمہ دار ہے۔ تاہم ان تمام مصائب کی اصل جڑ قابض امریکی دشمن ہے۔ لہذا اس وقت تمام کوششیں اسی دشمن کو مارنے اور اسی کے لئے کھین لگانے پر صرف ہونی چاہئیں تاکہ اللہ کے فضل سے یہ دشمن ذلیل و رسوا ہو کر شکست کھائے۔ پھر ان شاء اللہ وہ وقت بھی آئے گا جب تم اللہ کا کلمہ بلند اور کفار کا کلمہ سرنگوں کرنے کے لئے اپنا مطلوبہ کردار ادا کرو گے، جب ظالموں پر آہستہ ہاتھ پڑے گا، حقداروں کو ان کے حقوق لوٹیں گے۔ معاملات اپنے طبعی انجام کو پہنچیں گے اور تمہارے لئے اپنے اسلامی فرائض ادا کرنے میں ہو گئے۔ ان مسائل پر الگ سے بات کسی اور موقع پر ہوگی۔

عالم اسلام خصوصاً جزیرہ عرب کے ہر مسلمان بھائی کے نام:-

تمہارا وہ روپیہ پیسہ جو تم امریکی مصنوعات کی خریداری پر صرف کرتے ہو وہ گولیاں بن کر تمہارے فلسطینی بھائیوں کے سینوں میں اتر رہی ہیں۔ کل یہی گولیاں سرزمین حرمین کے فرزندانوں کے سینوں میں بھی اتریں گی۔ ان کفار کی مصنوعات اور سازوسامان خرید کر ہم ان کی معیشت کو اپنے ہاتھوں سے مضبوط کر رہے ہیں اور خود روز بروز دیوالیہ ہونے چلے جا رہے ہیں۔

سرزمین حرمین میں ہر مسلمان بھائی کے نام:-

کیا عقل یہ بات تسلیم کرتی ہے کہ ہمارا ملک امریکی اسلحہ کا پوری دنیا میں سب سے بڑا خریدار اور خط میں امریکہ کا سب سے بڑا تجارتی شریک ہو، وہی امریکہ جو سرزمین حرمین پر قبضہ جما چکا ہے اور فلسطین پر

قابض یہودیوں کو جانی و مالی امداد کے علاوہ اسلحہ کے ذخیرہ سپلائی کر رہا ہے تاکہ وہ آرام سے وہاں مسلمانوں کو تباہ و برباد کر سکیں! تجارتی اور معاشی بائیکاٹ کے ذریعے غاصب امریکیوں کو مسلمانوں کے سرمائے سے محروم کرنا ان کے خلاف ہونے والے جہاد میں شمولیت کی نہایت اہم صورت ہے یہ ان کے خلاف ہمارے بغض و نفرت کے اظہار کا ایک ذریعہ ہے اس طریقے سے ہم یہود و نصاریٰ سے اپنے مقدس مقامات کو پاک کرانے اور اپنی سرزمین سے ان کو ناکام و نامراد لوٹانے کے عمل میں اپنا حصہ ڈال سکتے ہیں۔ ہم اس بات کے بھی منتظر ہیں کہ سرزمین حرمین میں ہماری خواتین امریکی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنے میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔ ان شاء اللہ جب دشمن پر مجاہدین کی عسکری ضربوں کے ساتھ ساتھ معاشی بائیکاٹ کی ضرب بھی پڑے گی تو اس کی شکست قریب تر ہو جائے گی۔ اگر ایسا نہ ہوا تو آپ کے دشمن کی شکست اتنی ہی دور ہوتی چلی جائے گی۔ لہذا اگر مسلمانوں نے اپنے مجاہد بھائیوں کا ساتھ نہ دیا اور امریکی دشمن کا اقتصادی بائیکاٹ کرنے پر کمر بستہ نہ ہونے تو یہ اس کی ایک طرح کی مالی امداد ہوگی جو کہ جنگ میں فوجوں کا ایک اہم سہارا ہوتا ہے۔ اس صورت میں جنگ کا طویل ہو جانا یقینی ہے جس میں ظاہر ہے کہ آپ کے مسلمان بھائی ہی پسپا ہوں گے۔

دنیا کے تمام کے تمام سیکورٹی اور سرانجامی کے ادارے مل کر بھی کسی ملک کے شہریوں کو اپنے دشمنوں کی مصنوعات خریدنے پر مجبور نہیں کر سکتے۔ اس لئے امریکی دشمن کی مصنوعات کا معاشی بائیکاٹ اس کی کمر توڑنے کے لئے ایک نہایت اہم اور موثر ہتھیار ہے۔ اس ہتھیار کا نہ تو لائنس ہوتا ہے اور نہ ہی کسی وقت اس کے پکڑے جانے کا اندیشہ ہے۔ لہذا اسے بے دریغ استعمال کرنا ہم سب کا فرض ہے۔

اختتام سے پہلے ہمیں نوجوانان اسلام سے بھی بات کرنی ہے، وہ نوجوان جو امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درخشاں مستقبل کے ستارے ہیں۔ آج جس اندوہناک مرحلے سے یہ است گزر رہی ہے اس میں اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے یہ نوجوان ہی اٹھ رہے ہیں۔ آج جب اسلام کے تحفظ کی خاطر ملک کے اندرونی اور بیرونی محاذوں پر ظلم و عدوان کا سامنا کرتے ہوئے بڑے بڑے ناموروں کی ہمتیں جواب دے گئی ہیں، اور ذرائع ابلاغ کے زوردار جھگڑوں میں پوری امت کے اوسان خطا ہونے کو ہیں، انہی نوجوانوں نے مقدسات اسلام پر قابض امریکی یہودی اتحاد کے خلاف جہاد کا پرچم لہرایا ہے۔ حکومتی دہشت گردی کے خوف سے جب دوسرے دم کھینچنے کے بیٹھ گئے، یا دنیا کی لالچ میں آگئے، تو یہ تھے جنہوں نے اس خیانت عظمیٰ کا پردہ چاک کیا اور حرمین شریفین پر ناپاک امریکی تسلط کے خلاف اپنے دست و بازو پیش کرنے لگے۔ مگر اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں فدا ساتھی بھی نوجوان ہی تھے۔ ایسے سلف ہوں تو ان کے ایسے ہی وارث ہونے چاہئیں..... اس امت کے فرعون ابوجہل کی گردن پر پڑنے والی تلواریں بھی کھن نوجوانوں ہی نے تمام رکھی تھیں۔ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بدر کے دن میں قتال کی صف میں تھا۔ میں نے پلٹ کے دیکھا تو میرے دائیں بائیں دو کھن نوجوان تھے۔ جس جگہ

و دکھڑے تھے وہاں مجھے خطرہ محسوس ہو رہا تھا۔ ان میں سے ایک دوسرے سے چھپا کر مجھ سے مخاطب ہوا چچا جان آپ مجھے ابو جہل دکھا دیں، میں نے کہا تم اس کا کیا کرو گے؟ وہ بولا مجھے پتہ چلا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں بکتا رہا ہے۔ اللہ کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، اگر میں نے اسے دیکھ لیا تو میں تب تک اس سے الگ نہ ہوں گا جب تک ہم دونوں میں سے ایک مر نہ جائے۔ مجھے اس کی بات سے تعجب ہوا۔ دوسرے نوجوان نے مجھے آنکھ سے اشارہ کیا اور وہی بات کی۔ ابھی میں دیکھ ہی رہا تھا کہ ابو جہل لشکر میں گھومتا نظر آ گیا۔ میں نے ان سے کہا دیکھ نہیں رہے یہی ہے جس کے بارے میں تم پوچھ رہے تھے یہ سنتے ہی وہ اس پر اپنی تلواروں کے ساتھ جھپٹ پڑے اور جہنم واصل کر کے دم لیا۔

یہ تھی نوجوانوں کی ہمتیں اور عزیمتیں، ہمارے آباؤ اجداد یہی تھے۔ یہ نوجوان کم سن تھے مگر ان کی ہمت و جرات اور اللہ کے دین کے لئے ان کی خیریت عظیم تر تھی۔ کس طرح وہ اس امت کے فرعون اور مشرکین کے سرخنے کو تلاش کرتے پھر رہے ہیں اور دشمن کے رخنوں کو نظر میں کرنے کے لئے سرگرداں رہتے ہیں۔ اس جذبہ کو رخ دینے میں عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کفر کے سرغنہ کی نشاندہی کر کے وہ کردار ادا کیا جو دشمن کے ٹھکانوں سے واقف کار لوگوں کا ہونا چاہیے۔ ان پر فرض ہے کہ وہ اپنے بھائیوں اور بیٹوں کو دشمن کے ٹھکانوں کی نشاندہی کر دیں تاکہ نوجوانوں سے ان کو یہ جواب سننے کی آس ہو کہ "اللہ کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میں نے اسے دیکھ لیا تو میں تب تک اس سے الگ نہ ہوں گا جب تک ہم دونوں میں سے ایک مر نہ جائے"

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ امیر بن خلف کا قصہ بتاتے ہیں کہ بلال رضی اللہ عنہ امیر بن خلف کو قتل کرنے پر مصر میں اور کھے جارہے ہیں "امیر کفر کا سرغنہ ہے آج وہ نہیں یا میں نہیں"

کچھ روز پیشتر خبر رساں ایجنسیوں نے امریکی صلیبی وزیر دفاع کا ایک بیان نشر کیا ہے جس میں وہ کہتا ہے کہ میں نے ریاض اور الحبر کے دھماکوں سے ایک ہی سبوت سیکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ ان بزدل دہشت گردوں کے سامنے ہرگز پس قدمی نہ کی جائے۔"

ہم امریکی وزیر دفاع کو یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ تمہاری یہ بات ایک خوبصورت لطیفہ ہے، جس سے روتے بھی ہنس پڑیں۔ دراصل یہ تم پر چائے ہوئے خوف و ہراس کی علامت ہے۔ تمہاری یہ بہادری بیروت میں کہاں چلی گئی تھی جب ۱۹۸۳ء کے دھماکوں نے تمہارے ہوش اڑا دیے تھے اور تمہیں اپنے مایہ ناز میرٹز فوجیوں کی ۲۵۱ لاشیں اٹھانی پڑی تھیں؟ کیا تمہیں اپنی وہ بہادری یاد نہیں جب عدن میں صرف دو زوردار دھماکوں کی کارروائیوں کے نتیجے میں تم نے چوبیس گھنٹے سے بھی کم مدت کے اندر جہاگ ٹکے کا فیصلہ کر لیا تھا اور مڑ کر پیچھے دیکھنے کی ہمت بھی نہ کرتے تھے؟

یہ سب تو پھر کم ہے، تمہاری اصل ذلت تو صومالیہ میں ہوئی ہے جہاں مسلسل کئی ماہ تک دنیا بھر کے ذرائع ابلاغ میں امریکہ کے سپر پاور بن جانے کا ڈھنڈورا پیٹ لینے کے بعد بیسیوں ہزار بین الاقوامی فوجوں

کے جلو میں تمہارے اٹھائیس ہزار فوجی صومالیہ میں اترے تھے لیکن چھوٹے چھوٹے مہر کے دیکھ کر ہی، جن میں مرنے والے امریکی فوجی چند درجن سے تجاوز نہ کر پائے تھے، اور صرف ایک امریکی پائلٹ کو رسی سے باندھ کر مقدیشو کی سرنگوں پر کھینچا گیا تاکس ذلت و رسوائی سے تم لاشیں کاندھوں پر لادے دم دبا کر بھاگے تھے؟ اس وقت بھی تو کلنٹن نے بڑی بڑی سکینوں پر انتقام لینے کے زوردار دعوے کئے تھے مگر اس کی یہ سب برہکس صومالیہ سے رسوا کن واپسی کی تمہید ہی ثابت ہوئی تھیں۔ اللہ نے تمہیں ذلیل کیا تھا اور تم خوار ہو کر وہاں سے نکلے تھے۔ ساری دنیا نے تمہاری ذلت اور لاہاری کا تماشا دیکھا اور تینوں اسلامی شہروں (بیروت، عدن اور مقدیشو) سے واپسی کے لئے تمہارے فوجیوں کے اٹھتے ہوئے قدموں کے مناظر عالم اسلام کے دلوں کی ٹھنڈک کا باعث بنے رہے۔

امریکیو سنو! سرزمینِ حریم کے مسلمان عرب نوجوان اگر افغانستان تاجکستان اور چینچیا میں روسیوں اور بوسنیا میں سربوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے دیوانہ وار نکل کھڑے ہوتے رہے ہیں اور دنیا کے ہر خطے میں کفر سے برسرِ پیکار ہو کر اپنے ایمان کا ثبوت دیتے ہیں تو وہ سرزمینِ حریم کے ہی فرزند اپنے گھر میں اسلام کی عزت و ناموس کو بچانے کے لئے اور قبلہ جیسے مقدس مقام کے تحفظ کے لئے تو کھیں بڑھ کر جو انہر دی کا ثبوت دیں گے۔ پھر وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ اس کعبہ کے لئے تو پورے عالم اسلام کے دل دھڑکتے ہیں اور دنیا بھر کے مسلمان اس عظیم ترین فریضہ کی ادائیگی میں ان کی نصرت اور مدد سے درج کرنا جرمِ عظیم سمجھتے ہیں اور کعبہ کی حفاظت ہر مسلمان اپنا فرضِ اولین جانتا ہے۔

ولیم صاحب:- ہمارے یہ نوجوان موت کے ویسے ہی شیدائی ہیں جیسے تم لوگ زندگی کے دلدادہ ہو۔ عزت و حشمت اور جرأت و بسالت ان کی آبائی میراث ہے، ان کی صلاحیتوں کے جوہر میدانِ جنگ ہی میں کھلتے ہیں۔ بہادری اور عزت کے لئے مرثیٰ ان عربوں کو زمانہ جاہلیت سے وراثت میں ملا ہے جسے اسلام نے آکر برقرار رکھا بلکہ حقانیت کی ممیز اور بھی دے دی۔ ہمارے رسول ایسے ہی بلند اخلاق کی تکمیل فرمانے کے لئے ہی مبعوث ہوئے تھے۔

امریکیو: یہ فدائی نوجوان موت کے بعد جنت پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان کا ایمان ہے کہ میدانِ جنگ میں کود پڑنے سے اجل قریب نہیں آجاتی نہ پیٹھ دکھانے سے اجل دور ہو جاتی ہے۔

ماکان لنفس ان تموت الا باذن اللہ کتابا موجلا۔ (آل عمران ۱۴۵)

بغیر حکمِ الہی کے کوئی مر نہیں سکتا، خدا کا مقرر کیا ہوا وقت ہے۔ (جس پر موت آتی ہے۔)

یہ اس حدیثِ رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔

یا غلام انی اعلمک کلمات احفظ اللہ یحفظک، احفظ اللہ تجده تجاہک، اذا سالت فاسأل اللہ، واذا استعنت فاستعن باللہ، واعلم ان الامۃ لو اجتمعت علی ان ینفعوک بشی، لم ینفعوک الا بشی قد کتبہ اللہ لک، ولو اجتمعوا علی ان یضروک

بشی، لم یضروک الا بشی قد کتبہ اللہ علیک، رفعت الأقلام و جفت الصحف" (صحیح الجامع الصغیر)

"برخوردار میں تمہیں کچھ باتیں سکھایا ہوں اللہ کو یاد رکھو وہ تمہارا خیال رکھے گا۔ اس کو یاد رکھو گے تو ہر وقت تم اسے اپنی جانب متوجہ پاؤ گے۔ جب مانگو تو اس سے مانگو، مدد طلب کرو تو صرف اس سے، اور یاد رکھو اگر ساری دنیا بھی تمہیں کوئی فائدہ پہنچانے کے لئے اکٹھی ہو جائے تو کوئی فائدہ نہ پہنچا پائے گی مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے ویسے ہی تمہاری قسمت میں لکھ رکھا ہے، اور اگر دنیا تمہیں کوئی ضرر پہنچانے کے لئے اکٹھی ہو جائے تو بھی تمہارا ہال بیکانک نہیں کر سکتی مگر اتنا ہی جو اللہ نے تمہاری قسمت میں لکھ رکھا ہے (تقدیر کی) قلمیں لکھ چکیں اور اس کی سیاہی سوکھ چکی"

جب موت کا وقت ٹٹنے والا نہیں تو بزدل کی موت مرنا ہمارے لئے عار اور شرم کی بات ہے۔ سو شہادت کی موت ان نوجوانوں کی آرزو ہے۔ شہادت کے بارے میں یہ آیات ان کے ایمان کو دو بالا کرتی ہیں۔
والذین قتلوا فی سبیل اللہ فلن یصل اعمالہم، سیہدیہم ویصلح بالہم، ویدخلہم الجنة عرفہالہم (محمد: ۶۰۴)

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں گے اللہ ان کے اعمال کو ہرگز ضائع نہ کرے گا۔ وہ ان کی رہنمائی کرے گا، ان کا حال درست کر دے گا، اور ان کو اس جنت میں داخل کرے گا جس سے وہ ان کو واقف کرا چکا ہے۔
ولاتقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات، بل احياء ولكن لا تشعرون (البقرہ ۱۵۴)
"اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں، انہیں مردہ نہ کہو، ایسے لوگ، تو حقیقت میں زندہ ہیں، مگر تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں ہوتا۔"

ویقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ان فی الجنة مائة درجة اعدها اللہ للمجاهدین فی سبیل اللہ ما بین الدرجتین کما بین السماء والارض (صحیح الجامع الصغیر)
"جنت میں سو درجے ہوں گے جو اللہ نے اپنے راستے میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کر رکھے ہیں۔ پھر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین اور آسمان کے درمیان (حدیث نبوی صحیح الجامع الصغیر)
ویقول ایضاً، (افضل الشهداء الذین ان یلقوا فی الصف لا یلفتون وجوہہم حتی یقتلوا اولئک یتلبطون فی الغرف العلی من الجنة، ویضحک الیہم ربک، واذا ضحک ربک الی عبد فی الدنیا فلا حساب علیہ) (اخرجه احمد بسند صحیح)

"بہترین شہید وہ ہیں کہ جن کی دشمن کی صفوں سے مڑھ بھیر ٹبو تو اوپر اوپر نہیں دیکھتے جب تک جان نہ دیدیں۔ یہی ہیں جو بہشت بریں کے بالاخانوں میں ٹٹاٹھ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے لئے خندہ فرماتا ہے۔ اور سنو جس بندے کے لئے دنیا میں تمہارا رب خندہ فرمائے تو اس کا حساب نہ ہو گا" (حدیث نبوی مسند احمد)
ویقول ایضاً (الشہید لا یجد الم القتل الا کما یجد احدکم مس القرصة) صحیح الجامع الصغیر
"شہید کو قتل کئے جانے کی تکلیف اس سے زیادہ نہیں ہوتی جتنی تم میں سے کسی کو چٹکی کے کاٹے سے ہوتی ہے"

ویقول ایضاً (ان للشہید عند اللہ خصلاً ان یغفرلہ من اول دفعۃ من دمہ ویبری مقعدہ من الجنۃ ویحلی حلیۃ الایمان، ویزوج من الحور العین، ویجار من عذاب القبر ویامی من الفرع الاکبر، ویوضع علی رأسہ تاج الوقار الیاقوتہ منہ خیر من الدنیا وما فیہا، ویزوج اثنتین وسبعین من الحور العین، ویشفع فی سبعین انساناً من اقاربہ) اخرجه احمد والترمذی بسند صحیح

”شہید کے لئے اللہ کے ہاں یہ اعزازات ہیں اس کا خون بسے لگتا ہے تو اسی وقت اسے مغفرت کا پروانہ دیا جاتا ہے، اسے جنت میں اس کا مقام دکھا دیا جاتا ہے، ایمان کی خلعت پہنائی جاتی ہے، حور عین سے بیابا جاتا ہے، عذاب قبر سے محفوظ کر دیا جاتا ہے، فرع اکبر سے بے خوف ہوتا ہے، اس کے سر پر عزت کا تاج سجایا جاتا ہے۔ اس تاج میں جڑا ہوا ایک یاقوت دنیا و مافیہا سے زیادہ قیمتی ہے۔ پھر ہستہ حوروں سے اس کی شادی ہوئی ہے اور اپنے ستر رشتہ داروں کے لئے شفاعت کا اختیار رکھتا ہے۔“ (حدیث نبوی مسند احمد و ترمذی بسند صحیح)

سو ان نوجوانوں کا ایمان ہے کہ تمہارے ساتھ قتال کرنے کا اجر ہر عمل سے بڑھ کر ہے۔ تمہیں جہنم بھیج کر جنت میں جانے کے سوا ان کو کوئی فکر نہیں۔ حدیث نبوی کے مطابق ایک کافر اور اس کا قاتل دوزخ میں اکٹھے نہ ہو گئے۔ یہ صبح شام ان آیات کا دور دور تلاوت کرتے ہیں۔
قاتلوا ہم یعذبہم اللہ بایذیکم ویخرہم وینصرکم علیہم ویشف صدور قوم مومنین (التوبة ۱۴)

”ان سے لڑو، اللہ تمہارے ہاتھوں سے ان کو سزا دلوائے گا اور انہیں ذلیل و خوار کرے گا اور ان کے مقابلہ میں تمہاری مدد کرے گا اور بہت سے مومنوں کے دل ٹھنڈے کرے گا۔
ان کے پیش نظر اپنے نبی کا اعلان بدر ہر دم رہتا ہے (حدیث)
والذی نفس محمد ببیدہ لا یقاتلہم الیوم رجل فیقتل صابراً محتسباً مقبلاً غیر مدبر الا ادخلہ اللہ الجنۃ

”اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے ان کافروں سے آج جو بھی قتال کرے صبر و عزیمت اور امید اجر کے ساتھ آگے بڑھے اور پیچھے ہٹنے کا نام نہ لے اور اس حالت میں جان دے دے اللہ تعالیٰ ضرور بفرور اسے جنت میں داخل کرے گا۔ آپ نے پھر فرمایا۔ (قوموا الی جنۃ عرضہا السموات والارض)
”اٹھو جنت کی طرف بڑھو جس کی وسعت آسمانوں اور زمین جتنی ہے“

ان کی زبان پر یہ آیت رہتی ہے فاذا لقیتم الذین کفروا فاصوب الرقاب.... (الآیۃ (محمد ۴)
”جب تم کافروں کے آگے سامنے ہو جاؤ تو (پھر کیا ہے) بس گردنیں اڑا دو“ (سورہ محمد ۴) اس لئے یہ نوجوان تم سے بات چیت یا مذاکرات کے شوقین نہیں تمہاری گردنیں اڑانے کے خواہش مند ہیں۔ ان کا جواب تمہارے لئے وہی ہے جو ان کے جد امجد امیر المومنین بارون الرشید نے تمہارے دوا نقفور کو دیا تھا

جب اس نے بارون الرشید کو دھمکی آمیز خط لکھا تھا تو بارون الرشید نے یہ جواب دیا تھا۔
 من ہارون الرشید امیر المؤمنین الی نقفور کلب الروم، الجواب ماتری لا تسمع.
 امیر المؤمنین بارون الرشید کی طرف سے رومی کے نقفور کے نام اپنے خط کا جواب تمہیں سننے کی ضرورت
 نہیں، اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے "اور یہ کہنے کے بعد نقفور کو وہ سبق سکھایا تھا جو ساری دنیا جانتی ہے۔
 سو امریکی وزیر دفاع صاحب:-

آج تم نے ان مجاہد نوجوانوں کو جو "بزدل دہشت گرد" سمجھا ہے۔ اس کا جواب بھی تمہیں سننے کی ضرورت
 نہیں، اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے۔ ان نوجوانوں نے افغانستان میں پورے دس سال تک کاندھوں پر
 بندوقیں لٹکا کر رکھی ہیں۔ اب اللہ سے ان کا یہ عہد ہے کہ یہ بندوقیں تب تک نہ اتریں گی جب تک تم
 ذلیل و رسوا ہو کر جزیرہ عرب سے نکل نہ جاؤ۔ جب تک ان کی جان میں جان ہے اور بازوؤں میں دم خم ہے یہ
 اس عہد کو پورا کریں گے۔

امریکیو! تم نے صحابہ کی اولاد کو "بزدل دہشت گرد" سمجھا ہے اور سرزمین حرمین سے نہ نکلنے کی دھمکی دی ہے۔
 طاقت کے نشے میں چور ہو کر تم یہ بہت بڑی حماقت کر بیٹھے ہو۔ اب ان شاء اللہ اس کا خمیازہ تمہیں بجٹ کر
 رہو گے۔ تمہارا علاج دنیا میں صرف ہمارے ہی پاس ہے۔ تمہاری قسمت تمہیں جہاں کھینچ لاتی ہے وہ
 تمہارے طبی انجام کے لئے سب سے مناسب ہے۔ یہاں تم کو زندہ زمین میں گاڑ دینا ہر مسلمان دل کی سب
 سے بڑی آرزو ہے۔ اپنی سرزمین پر تمہارے مسلح اور غاصبانہ قتل کو ختم کرنے کے لئے ہماری "دہشت
 گردی" ایک ایسا فرض ہے جو ہماری شریعت کا بھی تقاضا ہے اور عقل کا بھی۔ دنیا کے ہر عرف اور
 قاعدے کی رو سے یہ ہمارا حق بلکہ فرض ہے۔ اپنے گھر کی حفاظت کا حق تو دنیا ہر جاندار تک کو دیتی ہے۔
 تمہاری مثال اس کے سوا کیا ہے کہ کسی گھر میں کوئی موذی سانپ آگئے تو گھر کے باسیوں کو اس کا سر کچلنا
 ہی پڑے گا، سنت نامعقول ہو گا جو کسی موذی کو اپنے گھر میں رہنے دے۔ سنت بزدل ہو گا جو اپنی سرزمین
 میں تمہاری مسلح موجودگی کو پھین اور آرام سے برداشت کرتا رہے۔

یہ بھی سن لو کہ ہمارے فدائی نوجوانوں اور تمہارے تنخواہ دار فوجیوں میں زمین و آسمان کا فرق
 ہے۔ تمہیں اپنے فوجیوں کو جنگ کے لئے قائل کرنا پڑتا ہے۔ جبکہ ہمیں اپنے نوجوانوں کو روک روک کر
 رکھنا پڑتا ہے اور باری کے انتقام میں مسبر کی تلقین کرنی مشکل ہو جاتی ہے۔ دنیا کیا جانے ان نوجوانوں کی
 عظمت کو۔ جب بڑے بڑے حکومت کی گمراہ کن تسلیوں اور دلاسیوں میں آگئے اور نادانی سے مسجد اقصیٰ اور
 حرمین کی سرزمین صلیبی افواج کو دے دینے کے لئے فتوے دینے اور قرآن و حدیث کی نفوس کو توڑنے
 مروڑنے لگ گئے تھے، تب یہ نوجوان ہی تھے جو امت کی آخری امید بن کر اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

جہاں تک تم امریکیوں کا تعلق سے تو دنیا بھر میں اتنا سلسلے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے، جو ظلم و فساد
 و بے حرمتی تمہارے یہودی بھائیوں کے ہاتھوں فلسطین اور لبنان میں ہو رہی ہے وہ تمہیں پر اسلحہ اور

دولت کی بارش کر رہے ہو، ہم اس کی ساری ذمہ داری تم پر ڈالتے ہیں۔ عراق کے وہ چھ لاکھ بچے جو تمہاری وحشیانہ حصار بندی اور خوراک اور دواؤں کی عدم دستیابی کے سبب بے موت مرے ہیں، وہ معصوم بچے ہمارے ہی بچے تھے۔ سعودی حکومت کے شانہ بشانہ تم بھی اس معصوم خون کے جوابدہ ہو۔ تمہاری یہ سب کارروائیاں تمہارے مسلمانوں کے ساتھ معاہدے ختم کر دینے کے لیے کافی ہیں کیونکہ جب قریش نے مسلمانوں کے حلیف بنو خزاعہ کے خلاف بنی نکر کی مدد کی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کا معاہدہ ختم کر دیا اور قریش کے ساتھ جنگ از سر نو شروع کر کے مکہ فتح کر لیا تھا۔ ایک یہودی نے مدینہ کی ایک مسلمان عورت کے ساتھ بدتمیزی کی تھی تو آپ نے تمام بنو قینقاع کے ساتھ اپنا معاہدہ ختم قرار دے دیا تھا۔ اب تمہارے لاکھوں مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتار دینے کے بعد کوئی معاہدہ کیسے باقی رہ سکتا ہے؟ اسی سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ لوگ جو یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ مسلمان ملکوں میں صلیبی دشمن افواج کے جان و مال شرعاً محفوظ ہیں وہ صرف حکومتوں کے پڑھانے ہوئے سبق سنا سنا کر اپنی جان بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے جزیرہ عرب میں ہر قبیلہ پر جہاد فی سبیل اللہ واجب ہے اور قابض دشمنوں سے اپنی سرزمین کو پاک کرنا ان کا فرض ہے۔ ان کافروں کی جان اور مال حلال ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ کی آیت السیف میں فرما رکھا ہے۔

فاذا انسلخ الاشهر الحرم فاقتلوا المشركين حيث وجدتموهم وخذوهم واحصروهم واقعدوا لهم كل مرصد. التوبة
 "پس حرام مہینے گزر جائیں تو مشرکین کو قتل کرو جہاں پاؤ اور انہیں پکڑو اور گھیرو اور ہر گھات میں ان کی خبر لینے کے لئے بیٹھو۔"

اس وجہ سے امت کے یہ نوجوان جانتے ہیں کہ مسلمانوں کو ذلت کے گڑھے سے نکالنے کے لئے جہاد اور بارود کے علاوہ آج کوئی راستہ نہیں۔

عالم اسلام کے نوجوانو! تم افغانستان اور بوسنیا میں جان و مال اور زبان و قلم کے ساتھ جہاد کر چکے ہو۔ مگر معرکہ بھی ختم نہیں ہوا۔ ابھی بیٹھنے کا وقت نہیں آیا۔ تمہیں غزوہ احزاب کے موقع پر پیش آنے والی حدیث جبریل یاد کرنا چاہیے۔

(فلما انصرف رسول الله صلى الله عليه وسلم الى المدينة لم يكن الا ان وضع سلاحه ، فجاءه جبريل ، فقال اوضعت السلاح ؟ والله ان الملائكة لم تضع اسلحتها بعد ، فانهض بمن معك الى بنى قريظة ، فاني سائر امامك ازلزل بهم حصونهم واقذف في قلوبهم الرعب ، فسار جبريل في موكبه من الملائكة ورسول الله صلى الله عليه وسلم على اثره في موكبه من المهاجرين والانصار....) (رواه البخاري)

(غزوہ احزاب سے) فارغ ہونے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پہنچ کر ابھی ہتھیار رکھے ہی تھے کہ جبریل آپ کے پاس تشریف لائے اور کہنے لگے کیا آپ نے ہتھیار رکھ بھی دیے! واللہ فرشتوں

نے تو ابھی تک ہتھیار نہیں رکھے۔ آپ اپنے ساتھیوں کو لے کر بنی قریظہ کی طرف نکلیں، میں آپ کے آگے سگے چل کر ان کے قلعوں کو لرزاتا اور ان کے دلوں میں رعب ڈالتا ہوں، چنانچہ جبریل اپنے فرشتوں کا لشکر لے آگے چل رہے تھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیچھے پیچھے اپنے مہاجرین و انصار کو لے کر چل رہے تھے۔۔۔ (حدیث شریف)

سو اسے مسلمہ نو جوانو: تمہارا تو ایمان ہے کہ جو جان نہ دے موت اسے بھی آتی ہے اور ہمارے دین میں سب سے بابرکت موت وہ ہے جو اللہ کے راستے میں آئے۔ جنت کی ٹھنڈی چھاؤں اور میٹھے چشے تمہارے ہی منتظر ہیں اور یہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔

ایمان کے اس سفر میں آج ہماری مائیں، بنیں، بیٹیاں اور عورتیں بھی کسی سے پیچھے نہیں۔ ان کا اسود و قدودہ رسول اللہ کے بعد پاک دامن صحابیات ہیں۔ انہی کی سی جرات و شجاعت، جذبہ قربانی، اتفاق اور نصرت کی خواہش ہماری ہسٹوں کا دین و ایمان ہے۔ وہ جرات جو اس دین نے فاطمہ بنت خطاب میں پیدا کر دی تھی اور وہ اپنے بھائی عمر بن خطاب کو (قبول اسلام سے پہلے) لٹکار کر مکہ دیتی ہیں "اے عمر اگر حق تمہارے دین میں نہ ہوا تو؟" وہ فدائیت اور جذبہ قربانی جس کا مظاہرہ اسماء بنت ابی بکر روز ہجرت فرماتی ہیں اپنی اور وحشی کے دو پار چپے کر کے ایک میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کا کھانا باندھ دیتی ہیں اور ایک خود اوڑھ کر ذات النطاقین کا اعزاز پاتی ہیں۔ وہ بہادری اور جذبہ نصرت جو نسیم بن کعب کی یادگار بنتا ہے جب وہ احد کے روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے ہوئے بارہ زخموں کے ساتھ چور ہو گئیں اور کندھے کا زخم تو اتنا گہرا تھا کہ دیکھا نہ جاتا۔ وہ اتفاق اور جو دوستی کہ اللہ کے راستے میں غازیوں کے لشکر تیار کرنے کے لئے صحابیات اپنے زیور اتار اتار کر لٹانے لگتی ہیں۔ آج ان ہی واقعات کو ہماری ہسٹوں نے بھی دہرایا ہے۔ افغانستان، بوسنیا، اور چیچنیا میں اپنے بھائیوں، بیٹوں اور شوہروں کو جہاد کے لئے رخصت کرتی رہی ہیں اور اپنے زیور اتار کر اللہ کے راستے میں شہداء بن گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی قربانیاں قبول کرے، ان کے بیٹوں، بھائیوں اور شوہروں کو ظالموں کی جیلوں سے آزاد کرے اور ان کو اعلائے کلمۃ اللہ کے راستے میں فدائیت اور قربانی پر ثابت قدم رکھے۔ ہماری یہ بنیں صرف بہادر مردوں کے لئے روتی ہیں اور انہی کی ہنسیں کھلانے پر فخر کرتی ہیں۔

برادران اسلام!

سرزمین حرمین اور فلسطین میں آپ کے بھائی آپ سے نصرت اور مدد کی اپیل کرتے ہیں۔ آپ سے امید رکھتے ہیں کہ ان کے اور آپ کے مشترکہ دشمن (امریکہ اور اسرائیل) کے خلاف جہاد میں آپ ان کے شانہ بشانہ شریک ہوں اور نہ بقاءنی اور عالمی طور پر ان دشمنوں کو زچ کرنے اور رک اٹھانے پر مجبور کرنے کی خاطر ہر ممکن طریقہ اختیار کریں۔ اس مقصد کے لئے ہر مسلمان حسب استطاعت اپنا فرض ادا کرنے سے

کو تباہی نہ کرے۔ اللہ کا نام لے کر اس کا روان عزیمت میں شریک ہو جائیے اور صدق و وفا کے پیکر بن کر دکھائیے۔ یاد رکھیے امت مسلمہ کے مقدس مقامات کو کفار سے پاک کرنے کے اس مبارک عمل میں شرکت اور تعاون کے لئے آپ کا اتحاد اس عظیم مقصد کی جانب ایک زبردست قدم ہو گا جس کے لئے آنکھیں ترس گئی ہیں اور وہ یہ کہ امت مسلمہ پر ہم توحید تلخ متحد ہو جائے آج اس موقع پر ہمارے پاس اللہ کے حضور دست سوال دراز کرنے کے سوا کوئی تدبیر نہیں۔

اے اللہ ہمیں لغزشوں سے پاک کر اور نیکی کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ آج اسلام کے سچے عالم اور امت کے صلح نوجوان طاغوتی زندانوں میں پڑے ہیں، اے اللہ تو ان کو ربائی نصیب فرما، ان کو ثابت قدم رکھ اور ان کے گھروں کی نگہبانی کر۔

اے اللہ آج صلیب کے پجاری اپنا سارا اللہ لشکر لے کر ہم پر چڑھ دوڑے ہیں اور سرزمین حریم کو دستگیر کر چکے ہیں۔ یہود مسجد اقصیٰ کی سرزمین پر فساد پھیلا رہے ہیں۔ سو اے اللہ ان کا شیرازہ بکیر دے، ان کی وحدت کو پارہ پارہ کر دے، ان کی ذلت کو آسان فرما اور ان کے قدموں تلے زمین کو لرزادے۔

اے اللہ ان کا یوم سیاہ قریب کر دے۔ ان پر ہمیں اپنی قدرت کے کمالات دکھا۔ اے اللہ یہ نوجوان تیرے دین کی نصرت اور تیرے پرچم کی بلندی کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔ اے اللہ تو ان کے دلوں کو مضبوط کر اور اپنی جناب سے ان کی مدد فرما، ان کو ثابت قدم رکھ اور ان کے وار کو نشانے پر بٹھا۔ ان کے دلوں اور صفوں کو یکجا فرما۔

اے اللہ اس امت کو بھلائی کی وہ منزل نصیب کر جہاں تیرے فرمانبرداروں کی عزت ہو، تیرے نافرمانوں کی ذلت ہو، معروف کا حکم دیا جاتا ہو اور منکر سے روکا جاتا ہو۔

اللهم انا نجعلک فی نحورهم ونعوذ بک من شدورهم اللهم منزل الكتاب، ومجری السحاب، وهازم الاحزاب اهزمهم وانصرنا علیم اللهم انت عضدنا وانت نصیرنا، بک نحول، وبک نصول، وبک نقاتل، حسبنا الله ونعم الوکیل

ربنا افرغ علينا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا على القوم الكافرين ربنا ولا تحمل علينا اصرأ كما حملته على الذين من قبلنا، ربنا ولا تحملنا مالا طاقته لنا به واعف عناء اغفرلنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا على القوم الكافرين. وصلى اللهم على عبدك ورسولك محمد وعلى آله وصحبه وسلم تسليما كثيرا.

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

اسامہ بن لادن

جمعہ: ۹ ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ

۲۳ اگست ۱۹۹۶ء

ہندوکش۔ افغانستان۔